Al-Āfāq, Vol.: 03, Issue: 01, Jun-2023
PP: 104-120

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

ابراہیمی مذاہب میں حقوق العباد کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ

A Comparative & Analytical Review of the Rights of Worshipers in the Abrahamic Religions

Alia Shamas
M.Phil Scholar, Institute of Humanities & Arts,
Khawaja Fareed University of Engineering and Information Techonology,
Rahim Yar Khan, Pakistan.
Dr.Muhammad Shahid Habib
Assistant Professor, Institute of Humanities & Arts,
Khawaja Fareed University of Engineering and Information Techonology,
Rahim Yar Khan, Pakistan.

Abstract:

Throughout the history humanity has witnessed many ups and downs.Similarly the muslims who have some reservations on a few articals of the manifesto that comes in collision with the Islamic facts & teachings of Islam.The west and non-muslims nations will clearly see the human rights if the Islamic laws are in accordance with benefits in the modern way of definition.This concept of human rights was given & practically implemented by the muslims fifteen hundred years ago.If we take a glimpse on the last address of the Holy Prophet (S.A.W).With the implementation of the last "address"the fate of many nations in countries has changed,culture and civilization has been fresh air & thinking abilities have been improved.The teachings of Quraan, sayings in practices of the holy prophet (SAW) clearly expresses that there is no concession in coercion.Every one is free in terms of religion, whatever is said or expressed in this is roadmap in mercy.In this deluged era those who accept them & it is needed to accept them will get a respectable & higher position & will never be debased & arranted now here in form of anyone.The last address of holy prophet (SAW), in which he said on his first in last pilgrimage, as the gist of God's obligations & command, which is an accordance with the nature & requirement of the whole humanity.The Islam is totally guidance & mercy of humanity which holy prophrt (SAW) used to spread among the people & make them aware with commands & obligation of God.According to the totle summary of the research paper is"The Islam has given much rights to human beings (mam, woman, chiled, young, aged, parents, relatives, neighbors & slaves) as compare to other religions.So the only way to bring peace in the world as to accept all the teachings & preachings of Islam.

Keywords: *Human Rights, Comparative Review, Abrahamin Religions.*

حقوق العباد کا تعارف:

لفظ حق کی جمع " حقوق " آتی ہے۔ لغات میں حقوق کے بے شمار معانی مراد لیے جاتے ہیں۔ جن میں سر فہرست قرآن، ضد الباطل ، استحقاق، ثابت شدہ امر، انصاف، صدق، موت اور حقیقۃ الامر وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ القاموس المحیط میں عرب کے اقوال کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔[1] " عند حق لقاحھا ویکسر ای حین ثبت ذالک فیھا"۔ "کہ دودھ دینے والی اونٹنی پر حق ثابت ہونے کے وقت کہا جاتا ہے۔ اور اس کو کسرہ (زیر) کے ساتھ اس وقت پڑھا جاتا ہے کہ جب اس میں حق ثابت ہو جائے۔ " مفردات امام راغب الاصفہانی میں بھی اس کو صراحتاً ذکر کیا گیا ہے۔ حق کے اصل معانی موافقت اور مطابقت کے ہیں۔ کہ کسی شے کو حکمت کے تقاضے کے مطابق ادا کرنے والے کو حق کہتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو حق کہا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

" ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ "

انگریزی زبان میں لفظ " حق " کے لیے (Right) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جن کے متعلق بہت سے مفکرین نے اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ جو قابل ذکر ہیں:

''Rights are those conditions of the social life without which no man can seek, an general to be himself at his best''

" حقوق سے مراد سماجی زندگی کے وہ حالات اور شرائط ہیں۔ جن کے بغیر انسان عام طور پر اپنی شخصیت کی تکمیل نہیں کر سکتا"

حق کی مزید تعریف اس طرح بھی ذکر کی گئی ہے:

''A right is areasonable claim of freedom in the exercise of cartain activities.''

" حق سے مراد کچھ سرگرمیوں میں آزادی کا ایک معقول دعویٰ ہے "

حق کے متعلق ایک اور قول یہ بھی ہے:

''A right is a power claimed & recognized *(by Society & State)* as contributory to common good.''

" حق سے مراد کسی اختیار یا طاقت کا وہ دعویٰ ہے۔ جسے معاشرہ یا ریاست فلاح عامہ کے لیے معاون جان کر تسلیم کرے "

" حق " کے استعمال کے متعدد مقامات:

قرآن کریم میں جب بھی حق کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ تو وہ اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ جو حقوق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کیے ہیں۔ وہ "علیٰ سبیل التفضل والاحسان والاتقان " کی وجہ سے ہیں۔ اس میں کسی کا تقابل نہیں کیا گیا ہے۔[2] امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ کہ یہ تمام حقوق اللہ جلّ جلالہ نے اپنے اوپر تکریم کے طور پر لازم قرار دیے ہیں۔ اس نے اپنے فرمان سے خود اس کی تاکید بیان کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

" كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ "

امام ابن کثیر[3] مزید بیان کرتے ہیں کہ "ای اوجبھا علی نفسہ الکریمہ تفضلا منہ واحسانا وامتنانا" (یعنی اس نے اپنے اوپر بطور فضل اور رحمت اپنے اوپر لازم کر لیا) امام قرطبی [4] اس کی تاکید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ای اوجب ذالک بخبره الصادق ووعده الحق" [5]

امام ابن تیمیہ سے [6] یہ منقول ہے:

"کون المطیع یستحق الجزاءھواستحقاق انعام وفضل،لیس ھو استحقاق مقابلۃ،کمایستحق المخلوق علی المخلوق[7]"

"فرمانبرداری سے ملنے والی جزاء سے مراد اللہ تعالیٰ کی "رحمت اور انعام" ہے۔ اس حق سے مراد ایسا حق نہیں ہے جیسا مخلوق کا ایک دوسرے پر ہوتا ہے"

"العباد" کی وضاحت:

لفظ "عبد" اصل میں "عبادۃ" سے مشتق ہے۔ اور یہ عربی گرائمر میں صفت کا صیغہ ہے۔ لفظ "عبادۃ" کے اردو میں بھی متعدد معنی بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً عبادت کرنا، بندگی کرنا، پوجنا وغیرہ۔ اور لفظ عبد کے معنی "بندہ، پرستش کرنے والا، اور غلام کے ہیں۔ اور اس کی جمع "عباد" آتی ہے۔ جس سے مراد انسان ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس لفظ کو بہت بہترین طریقے سے اکثر جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور اکثر مقامات پر "العباد" کو اللہ رب العزت نے اپنے پسندیدہ بندوں کی صفات بیان کرنے کے لیے بھی ذکر کیا ہے۔ عربی کی مستند لغات میں اس کے بے شمار معنی ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. غلام یا بندہ
2. کسی کا محکوم ہونا۔
3. عاجزی اور انکساری کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔

حقوق و فرائض میں فرق:

حقوق کے ساتھ عمومی طور پر فرائض کے لفظ کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ان دونوں الفاظ "حقوق و فرائض" میں ایک خاص طرح کے فرق کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق راجح قول یہ ہے۔ کہ جو واجب الاداء ہیں وہ فرائض ہیں۔ اور جو واجب الوصول ہیں وہ حقوق ہیں۔

حقوق کا عالمی دن:

10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ نے عالمی انسانی حقوق کا چارٹر وضع کیا گیا تھا۔ اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ آئندہ کسی بھی طاقت کو اولاد آدم

کے حقوق پامال کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔" یہ یوم بنیادی انسانی حقوق تھا۔"

حقوق العباد سے انحراف کے نتائج:

حقوق العباد سے انحراف سے کی بدولت بہت سی اقوام اللہ رب العزت کے غضب کا شکار ہوتی رہیں۔ بہت سی اقوام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی نازل ہوتا رہا۔ جس میں سے کچھ اقوام یہ ہیں:

1. قوم نوح
2. قوم عاد
3. قوم ثمود
4. قوم شعیب
5. قوم لوط

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر یہ عذاب حقوق العباد کی کوتاہی کی وجہ سے بھی نازل ہوا تھا۔ قوم عاد نے کہا تھا:

"من اشد منا قوة"

قوم نوح نے کہا تھا:

" قالو انومن لک و اتبعک الارزلون"

حقوق العباد کی کوتاہی میں قوم لوط کا بیان فرمایا تھا:

"انکم لتالون الرجال و تقطعون السبیل وتاتون فی نادیکم المنکر"

قوم شعیب کو کہا گیا تھا:

"اوفوالکیل و لاتکونوامن المخسرین"

معاشرے میں حقوق العباد کی ضرورت واہمیت:

حقوق العباد کا نفاذ ہر دور میں انتہائی ضروری رہا ہے۔ معاشرے کا امن وسکون ہی ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر وترقی، فلاح وترقی اور اس میں بسنے والے تمام اشخاص کی اخلاقیات کے تحفظ اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کا مرہون منت ہوتا ہے۔ اسی لیے مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے مختلف قوانین کا رائج کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔ اور حقوق العباد میں کوتاہی برتنے سے معاشرے کا سکون وچین برباد ہو جاتا ہے۔ حقوق العباد میں کوتاہی معاشرے کو ذلت کی پستیوں میں دھکیل دیتی ہے۔ معاشرے میں غیر اخلاقی سرگرمیاں حقوق العباد میں کوتاہی کی وجہ سے ہی جنم لیتی ہیں۔ حقوق العباد ایک ایسا بہترین موضوع ہے۔ جو بیک وقت موضوع اور معاشرے دونوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ حقوق العباد کا نفاذ معاشرے کی اجتماعی فکر کا غماز ہے۔ خلیفہ [8]عبد الحکیم حقوق العباد پر روشنی

ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The instintict of Self-Preservation is a basic natural urgeof life in all its gradations.But for human beings the self to be preserved is not only the individual Physical, his essential self is a social self."

ایک انسان کے تقدس کا یہ بنیادی حق ہے۔ کہ آدمی کی جان، عزت، آبرو کے تحفظ کو سب پر مقدم رکھا جائے۔ اس پر کسی طرح کا کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں عزت و آبرو کے تقدس کو یوں بیان کیا گیا ہے۔[9] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ "

آپ ﷺ نے حقوق العباد کے تقدس واحترام کے لیے مختلف موقعوں پر مختلف طریقوں سے تاکید کی ہے۔ حجۃ الوداع پر نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

"فخطب الناس،فقال:ان دماءكم واموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا،فى شهركم هذافى بلدكم هذا،الا ان كل شىءمن امرالجاهلية تحت قدمى موضوع ودماءالجاهلية موضوعة [10]واول دم اضعه دماؤنا [11]"

دین اسلام میں حقوق العباد کا تصور:

اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نے انسانوں کے بنیادی حقوق کا تصور اس وقت پیش کیا۔ جن تمام لوگ آزادی اور اس کے تصور سے بالکل ہی ناآشنا تھے۔ اسلام نے محض نظریاتی طور پر ہی ان حقوق کا تصور پیش نہیں کیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کی بنیاد ڈال کر تمام شہریوں کو عملاً یہ حقوق عطا فرمائے تھے۔ اسلام نے حقوق العباد پر انتہائی زور دیا ہے۔ کہ اسے حقوق اللہ کی ادائیگی کے لیے لازمی شرط قرار دے دیا ہے۔ اسلام نے ہر فرد کے اوپر اس فرائض کو اس طرح عائد کر دیا، کہ وہ سب سے پہلے دوسروں کے حقوق کا احترام کرے۔ اور ایک انسان کبھی بھی اپنے مفادات حاصل کرنے کے لیے مفاد عامہ کے مفاد کو کبھی بھی پیچھے نہ ڈالے۔ اسلام خود غرضی کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام یہ درس دیتا ہے۔ کہ خود پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے میثاق مدینہ (623ء) اور خطبہ حجۃ الوداع (631ء) کے موقع پر حقوق العباد کا تصور پیش کیا تھا۔ اور حقوق العباد کا یہی تصور خلفاء راشدین کے عہد میں بھی مکمل طور پر نافذ رہا ہے۔ انسانی زندگی میں کبھی بھی کوئی باشعور انسان حقوق کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اسلام کا حقوق کے متعلق تصور یہ ہے۔ کہ انسان کے حقوق پیدائشی بھی ہیں، اور ریاست کے عطا کردہ بھی۔ اور اسی لیے انسان کو اپنے اجتماعی حقوق کا بھی تحفظ کرنے کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ اور لیکن ساتھ ہی انسان کو اپنی ان تمام اقتدار کا خیال رکھنا ہو گا۔ کہ اس میں حقوق اللہ کی کوتاہی نہ ہو۔ اسی لیے اگر امیر وقت بھی احکام الٰہی کے خلاف حکم دے۔ تو ایک عام آدمی بھی منع کر سکتا ہے۔ کیونکہ [12] آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق" "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔" تو اسے رد کرنا لازم ہے۔ اسی معاملے کے باعث

اسلام نے فرد کو حقوق کے تصورات میں بے لگام نہیں چھوڑا۔ اور اس چیز کی انتہائی تاکید کی ہے۔ کہ وہ مصالح عامہ کے خلاف ہر گز کوئی قدم نہ اٹھائے۔ اسلام نے حقوق العباد کی بہت سی اقسام بتائی ہیں۔ اس کی ترتیب کا بھی خوب خیال رکھا ہے۔ اور پھر انہیں انتہائی خوبصورتی سے [13] سمیٹا ہے۔ اسی لیے مولانا سید سلیمان ندوی بیان فرماتے ہیں:

"اسلام کے علاوہ دوسرے کسی مذہب میں فرد کے حقوق کی معاملہ وار صراحت نہیں بیان کی گئی ہے۔ جبکہ اسلام نے حقوق میں فطری ترتیب سے ہی بات کی ہے"

سید ابو الاعلی مودودی بیان کرتے ہیں:

"قانون فطرت نے اگر ایک حیوان کو دوسرے کے لیے غذا بنایا ہے۔ تو وہ اس پر صرف اتنی ہی دست درازی کرتا ہے، جتنا کہ اس کو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی جانور اور پرندہ ایسا نہیں ہے، جو غذائی ضروریات کے بغیر بلا وجہ دوسرے جانوروں کو ہلاک کرتا ہو۔ لیکن یہ انسان ہی تھا، کہ جس نے اللہ پاک کی ہدایت سے بے فکر ہو کر اسی معبود بر حق کی دی ہوئی قوتوں سے اپنی ہی جنس کے لوگوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ ایک اندازہ کے مطابق روئے زمیں پر حیوانوں نے اتنی جانیں نہیں لی۔ جس قدر افراد نے دوسرے انسانوں کی صرف جنگ عظیم دوم میں لی ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ انسان کو دوسرے انسانوں کے فطری حقوق کی ذرا بھی قدر نہیں تھی۔ لیکن خالق و مالک نے اس تمام معاملات میں افراد کی مکمل راہنمائی کی ہے۔ اور پیغمبروں کی بدولت ہی یہ تمام واقفیت بہم پہنچائی ہیں [14]۔ حقوق العباد میں ایک معاشرے کی اجتماعی ضرورت اور معاشرتی اساس کا خوب خیال رکھا گیا ہے"

مذہب یہودیت میں حقوق العباد کا تصور:

یہودیت ایک ابراہیمی مذہب ہے۔ اس مذہب میں انسانی زندگی کو بہت سے مقامات پر تقدس حاصل ہے۔ اس مذہب میں انسان کی تخلیق بانسبت دوسری تمام مخلوقات کے اللہ رب العزت کی حکمت اور قدرت کا ایک نمایاں اور ممتاز عمل ہے۔ ایک انسان دنیا میں اپنی فطرت، اپنے مزاج، دنیا میں اپنے مقام اور طاقت و قدرت کی وجہ سے نیابت الٰہی سے متصف ہو کر اس دنیا میں آیا۔ جہاں انسان کو احسن التقویم بنا کر اس دنیا میں بھیجا گیا۔ تو اس کو اس دنیا میں نمائندہ ہونے کی اہمیت بھی حاصل ہے۔ اگرچہ اس کا جسم مٹی سے تشکیل دیا گیا۔ وہیں اس میں روح امر الٰہی ہے۔ اور جب انسان گناہ یا کسی بھی گمراہی کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو وہ اسی ہمیشہ کے حسن کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے عہد نامہ قدیم میں تھا: "اسی واسطے خداوند نے آدمی کو اپنی تشبیہ پر [15] دنیا میں بھیجا۔ اور اپنی ہی صورت پر اور پھر انہیں مرد و عورت کی صورت بخشی۔" یہودیت میں حقوق کو ایسے بھی بیان کیا ہے۔ اگر ایک فرد کا خون بہایا گیا ہے۔ تو عہد نامہ قدیم کے پیش نظر کسی فرد کو حیات عطا کرنا خداوند کو باقی رکھنے کے جیسا ہے۔ کتاب پیدائش [16] میں لکھا تھا: "اسی لیے انسان کو خداوند نے خود کی مشابہت پر اتارا ہے۔ کہ اسی لیے کوئی بھی جب انسان کا خون کرتا ہے۔ تو دوسرا آدمی بھی پہلے کا خون بہائے گا۔" تمدن کے ارتقاء کے لیے حقوق العباد کو

انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ یہودیت کی تاریخ میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی سلامتی کی دعا اس بات کا ثبوت ہے، کرہ ارض پر تعمیر و ترقی، فلاح اور بہبود اور اس کی معاشی و تمدنی ترقی کا انحصار حقوق انسانی کو بجالانے میں ہی ہے۔ اور جہاں پر حقوق کا تحفظ ہو گا۔ وہیں معاشرہ اقتصادی طور پر ترقی کی راہ کی طرف گامزن ہو گا۔

احکام عشرہ میں ذکر کردہ حقوق العباد:

یہودیت کی تمام اخلاقیات کی بنیاد (احکام عشرہ) پر ہی رہی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام بنی اسرائیل کو بحر قلزم سے پار لے گئے۔ اور پھر اللہ پاک کے حکم سے اپنی قوم کو اسی جگہ پر چھوڑ کر خود وہ کوہ طور پر چلے گئے۔ اور اسی وقت ان کی غیر موجودگی میں یہودیوں نے بیل کی عبادت شروع کر دی۔ اور جب آپ تورات لے کر واپس آئے، تو موسیٰ علیہ السلام نے قوم کی اس حالت کو دیکھ کر غصے سے تختیاں پھینک دیں۔ ان تختیوں پر حقوق اللہ اور حقوق العباد درج تھے۔ اور یہودیوں کی اصطلاح میں ان کو "احکام عشرہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ اور یہودیت کی تعلیم میں ان تمام احکام کو یاد رکھنا ہر یہودی پر فرض تھا۔ ان تمام احکام میں سے پہلے چار کا تعلق "حقوق اللہ" سے تھا۔ اور باقی چھ کا تعلق "حقوق العباد" سے تھا۔ ان میں سے حقوق العباد کا بیان موجود ہے:

1۔ حقوق الوالدین:

تمام ابراہیمی مذاہب میں اس چیز کا خاص خیال کیا جاتا ہے۔ کہ والدین کے متعلق عمدہ رویہ رکھا جائے۔ والدین کے تمام احکام کو بغیر کسی تنگی کے قبول کیا جائے۔ یہودیت میں "کتاب الاستثناء میں ذکر کیا گیا ہے:

> "اپنے والدین کو عزت دے، جیسا کہ خداوند تمہارا خدا تمہیں حکم دیتا ہے۔ پھر تیری[17] عمر لمبی ہو۔ اور زمین پر خداوند تیرا پالنے والا جو زندگی دیتا ہے۔ وہ اچھی گزارے"

2۔ قتل کی ممانعت:

دنیا کے باقی تمام مذاہب کی طرح یہودیت میں بھی قتل کو کبیرہ گناہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے باقی تمام یہودیوں کو بھی اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ کہ کسی کو بھی عمداً ناحق جان سے نہ مارا جائے۔ یہودیوں کی مقدس کتاب (کتاب الاستثناء اور کتاب الخروج) میں ان الفاظ کو ذکر کیا گیا ہے:

> "تم ہرگز[18] قتل نہ کرنا"

3۔ زنا کی ممانعت:

زنا ایک ایسی معاشرتی بیماری ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب نے اس کی بہترین طریقے کے ساتھ مذمت کی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی برائی ہے۔ جو کہ معاشرے میں بگاڑ کو جنم دیتی ہے۔ اور انتہائی فحاشی و برائی کا باعث بنتی ہے۔ اور اس کا انجام یہ نکلتا ہے۔ کہ بات قتل تک جا

پہنچتی ہے۔ اسی لیے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو جو احکام عشرہ دیے گئے۔ اسی میں زنا کو بھی واضح طور پر حرام قرار دیا گیا تھا۔ کتاب الاستثناء میں لکھا ہے: "(تم ہر گز زنا نہ [19]کرنا)" اور بائبل کی مزید تعلیمات سے یہ بھی علم حاصل ہوتا ہے۔ کہ اگر یہودیوں میں سے کوئی شخص کسی غیر شادی شدہ لڑکی سے زنا کرتا۔ اس کو فیصلہ دیا جاتا تھا۔ کہ اس لڑکی کے والد کو پچاس مثقال چاندی دی جائے۔ اور پھر اسی عورت سے نکاح بھی کیا جائے۔ اور نکاح کرنے کے بعد اس شخص پر یہ لازم ہو جاتا تھا۔ کہ وہ اس لڑکی کو زندگی بھر طلاق نہیں دے سکتا۔

4۔ چوری کی ممانعت:

احکام عشرہ میں آٹھواں حکم چوری سے ممانعت تھا۔ جو کہ حقوق العباد میں ہی شامل تھا۔ باقی دیگر مذاہب کی طرح یہودیت میں بھی چوری کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ کتاب الاستثناء میں لکھا ہے:

"تم ہر گز چوری نہ [20]کرنا"

5۔ پڑوسی کے خلاف [21]جھوٹی گواہی کی ممانعت:

جھوٹی گواہی دینا کسی بھی مذہب میں گناہ کبیرہ ہے۔ کسی بھی جرم کو ثابت کرنے کے لیے جھوٹی گواہی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اور کسی بھی فیصلے میں انصاف کرنے اور درست فیصلہ کرنے کے لیے گواہی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اور اسی جھوٹی گواہی کی وجہ سے کسی بھی آدمی کو بڑی سے بڑی سزا ہو سکتی ہے۔ عہد نامہ قدیم میں اس کے متعلق بھی بہت بہت سارے احکام موجود ہیں۔ کتاب الاستثناء میں گواہوں کی تعداد اور گواہی کی ضرورت کے متعلق کہا گیا ہے:

"دو یا تین گواہوں کی [22]گواہی کی بناء پر آدمی مارا جائے گا۔ اور صرف ایک گواہ کی گواہی پر کسی بھی شخص کی جان نہ لی جائے گی۔ اسے قتل کرنے کے لیے اوّل تو گواہوں کے اور ان کے بعد تمام لوگوں کے ہاتھ اس پر اٹھیں گے۔ اور تم لوگوں کو اپنے درمیان سے ایسی برائی کو پرے ہٹانا ہی ہو گا"

6۔ پڑوسی کے مال میں لالچ کی ممانعت:

لالچ ایک معاشرے کے لیے ایک ناسور کی طرح ہے۔ اس کی وجہ سے ظالم مظلوم اور مظلوم ظالم بن جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہوتی ہے، کہ سارے کا سارا معاشرہ بے سکونی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہی عہد نامہ قدیم میں کسی کی بھی چیز میں لالچ کی ممانعت ہے۔ اور لالچ کی سزا بھی بہت بدترین سنائی گئی ہے۔ کتاب الخروج [23]اور کتاب الاستثناء [24]میں لکھا ہوا ہے:

"تم پڑوسی کی اشیاء میں لالچ سے باز رہو"

مذہب عیسائیت میں حقوق العباد کا تصور:

عیسائیت ابراہیمی مذاہب کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ اس میں بھی حقوق العباد کو دیگر تمام مذاہب کی طرح خصوصی اہمیت دی گئی

ہے۔اور مذہب عیسائیت میں خصوصی طور پر لوگوں کو ان کے حقوق عطا کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔اور یہ یسوع مسیح کی تعلیم کا اصل الاصول ہے۔ کہ اس میں ان الفاظ میں ہدایت اور حقوق کا لحاظ کرنے کی بہت زیادہ تعلیم دی گئی ہے۔ان میں حقوق کی خاص پاسداری کا خیال رکھا گیا ہے۔ کہ ایک سچا اور کامل مسیحی صرف وہی شخص ہی ہو سکتا ہے۔اور اگر وہ صرف خدا کا قریبی ہی بن سکتا ہے۔ جو آدمی مشکل مرحلوں میں بھی ظلم اور تعددی و جبر و تشدد کا مقابلہ نہ کرے۔ بلکہ ایک سچے مسیحی کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ ایسی تمام چیزوں کا مقابلہ بالکل بھی نہ کرے۔ بلکہ وہ فتنہ پروروں اور فسادیوں کے آگے اپنے تمام حقوق سے دستبردار اور پھر جائے۔اور پھر یسوع مسیح کی تعلیمات کا سب سے بنیادی اور اولین کام یہی تھا۔ اپنی قوم کو اخلاقی پستیوں اور تنزل و انحطاط سے نکال باہر کیا جائے۔ پھر ان کا بنیادی مقصد یہ تھا۔ کہ خود کی قوم کے اندر حسن اخلاق کی روح کو پھونکا جائے۔اور ان کو حقوق العباد کی پاسداری کی مکمل ترغیب دی جائے۔ کیونکہ ان تمام حقوق العباد کے بغیر کوئی بھی قوم کبھی بھی اس کائنات میں اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتی۔اور اسی لیے ہی مسیح کی تمام تعلیمات میں حقوق العباد کا خاص طور پر مکمل خیال رکھا گیا ہے۔اور آپ نے اپنی تمام تعلیمات میں معاشرے کے تمام معاشی و معاشرتی حقوق کا نفاذ اور پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمیشہ سے ہو اس چیز کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔اور کسی بھی معاملات میں تمام حقوق کو ان کے حقداروں تک پہنچانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ انہی کے متعلق ایک بات پھر معلوم ہوتی ہے۔ جب قیصر[25] کو ٹیکس دینے کے بارے میں یہودیوں نے حضرت مسیح سے اپنا مسئلہ بیان کیا، اراس کے حل کے بارے میں پوچھا۔ تو اس میں بھی یسوع مسیح نے مکمل حق کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا:

> "کہ جو کچھ بھی تمہارے پاس قیصر کی امانت ہے۔ وہ تم قیصر کو لوٹادو۔اور جتنا کچھ تمہارے پاس خداوند کا ہے۔ وہ تم خداوند کو اس کا حصہ لوٹادو۔اور کسی کے حق میں بالکل بھی زیادتی نہ کرو"

ابتداء میں یہ احکام نافذ تھے۔ کہ کبھی بھی حکومت سے نبرد آزمائی نہ ہو۔اور یہ عوام میں اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کے لیے تھا۔ کہ قوم میں استقامت، تحمل اور بردباری پیدا کرنے کے لیے تھا۔اور حضرت مسیح نے عوام کے اندر سے خوف و حراس نکالنے اور اپنے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے یہ کہا:

> "لیکن ہوشیار رہو۔ وہ تمام لوگ تم کو مذہبی عدلیہ کے حوالے کر دیں گے۔ تم اپنی مقدس جگہوں میں برے طریقے کے ساتھ مارے جاؤ گے۔ تم اپنے حاکموں کے سامنے میرے واسطے پیش کیے جاؤ گے۔ تا کہ[26] تم ان کے لیے گواہی دو۔ مگر تم میں سے جو بھی آخر تک ان تمام مظالم کو برداشت کرے گا۔ وہی نجات پائے گا"

عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی عوام کو ان کے اپنی ذات کے حقوق کے بارے میں[27] تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

> "جو بھی میری خاطر اپنی زندگی کو محفوظ رکھنا چاہے گا۔ تو وہ اس سے ہاتھ دھو ڈالے گا۔اور جو میری خاطر اپنی جان ختم کروائے گا۔ وہی اپنی جان بچا پائے گا"

حضرت عیسیٰ اپنی قوم کے دلوں سے ان کے مار دیے جانے کا ڈر وخوف باہر نکال دینا چاہتے تھے۔ اسی لیے وہ یہ کہتے تھے۔ کہ لوگ جسموں کو تو قتل کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی روح سے ان کا حق چھین کر ان کو اپنا قیدی ہر گز نہیں بنا سکتے۔ اس کے متعلق حضرت عیسیٰ کے اس خطبہ کی واضح مثال بیان کی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان کرتے ہیں:

"تم سب لوگ یہ ہر گز مت سمجھو۔ کہ میں پہلے کے تمام انبیاء کرام کے تمام قوانین اور ان کے احکامات کو توڑنے آیا ہوں۔ بلکہ میں تو اس کے حقیقی منشاء اور مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے آیا ہوں۔ پھر میں یہ بھی چاہ رہا ہوں۔ ان تمام قوانین کے ایک ایک پہلو پر عمل کیا جائے۔ خداوند تعالیٰ کی رحمت ہو ان پر جو حقوق العباد کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کی ادائیگی میں تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہیں۔ اور یہی لوگ خدا کی رحمت کے اصل پر مستحق ہیں۔ اور ان تمام لوگوں پر خدا کی رحمت ہو۔ جو حقوق العباد کے نفاذ میں امن وامان کو نافذ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ حقوق العباد کا نفاذ کرتے ہیں۔ وہ خدا کے پسندیدہ بندے ہیں۔ اور پھر حضرت عیسیٰ نے وعظ فرمایا! اور خدا رحمت کرے تمام لوگوں کے اوپر، جو ظلم وستم کا شکار ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ تمام لوگ ہیں۔ جو خدائی حکومت کے اصل طلب کار ہیں۔ اور پھر یہ کہا۔ کہ خدا کی رحمت ہو تجھ پر جب لوگ تیرے حقوق کو سلب کریں۔ اور تجھے گالیاں دیتے ہیں۔ تجھ پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ اور تجھ پر ہزاروں قسم کے بہتان لگاتے ہیں۔ اور تم پہلے تمام لوگوں سے سن چکے ہو"

1۔ تعلیمات عیسیٰ میں جان کے حقوق:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اس خطبہ میں قتل کی بہت مذمت فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا: قتل بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اس کو تمام مذاہب نے قابل مذمت قرار دیا ہے۔ کہ ہر مذہب ہر انسان کو اس کی جان کی حفاظت کا مکمل حق دیتا ہے۔ کسی انسان کی بھی زندگی کے ساتھ کھلواڑ انتہائی قابل مذمت بات ہے۔ اور عیسائیت میں بھی اسے حقوق کی پامالی میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ اور پھر انہوں نے اس کے متعلق مزید فرمایا: کہ تم جان چکے ہو۔ کہ آنکھ کا عوض آنکھ اور کان کا عوض کان ہے۔ لیکن میں پھر بھی تمہیں یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ برائی کا مقابلہ برائی سے مت کرو۔ بلکہ اس میں اس قدر حد سے معاملے کو بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی آدمی تمہارے دائیں جانب پر تھپڑ مار دے۔ تو تم اس سے بدلہ نہ لینا، بلکہ اس کے آگے اپنا دوسرا حصہ بھی پیش کر دینا۔

2۔ تعلیمات عیسیٰ میں عزت کا حق:

یسوع مسیح علیہ السلام نے اپنے خطبے میں عزت کے حق کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا: کہ تم جان چکے ہو، کہ زنا بہت بڑا پاپ ہے۔ اس میں ایک انسان کی عزت کو خراب کرنا انتہائی بدترین فعل ہے۔ لیکن میں یہ ارشاد کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی انسان کسی پرائی عورت کی طرف اس طرح سے دیکھے، اور اس کا یہ دیکھنا بری اور گھٹیا نظر کے ساتھ ہو۔ تو وہ انسان اپنے دل میں ہی زنا کا مرتکب ہو چکا۔ اور پھر آدمی کی یہ سزا تجویز کی تھی۔ اگر تمہاری آنکھ یا ہاتھ سے ایسی حرکت سرزد ہو جائے۔ تو تمہیں چاہیے کہ اسے کاٹ کر پھینک دو۔ لیکن کسی کی عزت میں

کسی بھی قسم کی کوئی ناانصافی اور حق تلفی نہ کی جائے۔ بلکہ اس سے یہی سمجھا گیا ہے۔ کہ اگر تمہارا نفس بھی اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو اپنے آپ کو سزا پہنچا اور زیادہ نقصان پہنچا کر تم کو یہی چاہیے۔ کہ تم اس کا کفارہ ادا کر دو۔ اور کسی آدمی کا بھی حق تلف نہ ہو۔ تمہاری اسی حق تلفی کا کفارہ تم جب ادا کر چکے۔ تو اس کے بدلے میں آخرت کے کفارے سے بری ہو جاؤ گے۔

3۔ تعلیمات عیسیٰ میں پڑوسی کا حق:

عیسائیت میں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ محبت کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ یسوع مسیح[28] نے اس کو ان الفاظ کے ذریعے بیان کیا ہے۔ میں تم لوگوں کو حکم دیتا ہوں۔ تم پڑوسیوں کے ساتھ محبت کرو۔ لیکن میں یہ بھی کہتا ہوں، تم لوگ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی محبت کرو۔ عیسائیت میں کچھ حقوق کو بیان کرنے میں انتہائی زیادتی کر دی ہے۔ جبکہ انہوں نے اس میں کچھ حقوق میں انتہائی تلافی کے ساتھ کام لیا ہے۔ عیسائیت میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ جب کوئی آدمی تمہیں گالی بھی دے۔ تو تم اس کو دعائیں دو۔ اور جو لوگ بھی تم سے نفرت کا اظہار کریں۔ ان کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ وہ لوگ جو تمہیں ستاتے ہیں، اور تم پر بہتان باندھتے ہیں۔ تم ان کے ساتھ بھی بہترین سلوک روا رکھنا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حقوق العباد کے متعلق یہ خطبہ تھا۔ جن کی حفاظت آج تک کی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق عین ممکن بات یہ ہے۔ مذکورہ خطبے میں زیادہ تحریف نہیں کی گئی۔ کیونکہ انہوں نے بھی باقی تمام مذاہب کی طرح لوگوں کو ان کے تمام حقوق سے روشناس کروایا تھا۔ اس کے بارے میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان کرتے ہیں:

"میں تو موسوی احکام کی[29] تکمیل کے لیے آیا ہوں، اور ان کی منسوخی کے لیے ہرگز نہیں آیا ہوں"

اسلام اور یہودیت میں حقوق العباد کا تقابلی جائزہ:

تاریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے۔ کہ اسلام اور یہودیت میں حقوق کے متعلق واضح فرق ہے۔ خود بائبل میں عہد نامہ عتیق میں یہودیوں نے جو حقوق کی پامالی کی تھی۔ وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔ اور پھر ساتویں صدی قبل مسیح میں یروشلم کے حاکم / قاضی "منسی" اہل بابل کے اثر سے ارض مقدس میں جو حقوق کی پامالی کر رہا تھا۔ تو اس کی کیفیت[30] سلاطین میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔ لکھا گیا ہے:

> "اس نے اونچے مکانوں میں جن کو ان کے والد حزقیاہ نے ڈھایا تھا۔ اور عمارت کو دوبارہ سے بنا دیا۔ اور حزقیاہ نے خداوند کے تمام گھروں کے مذبح بنا دیے۔ اور پھر اس نے اپنے بچے کو آگ سے گزارا۔ تمام ساعتوں کو مانا۔ پھر جادوگری کی۔ اور اس نے یسیرت کی مورت کو ایسی عمارت میں رکھا تھا۔ جس کے متعلق خداوند داؤد کو اور اس کے بیٹے سلیمان کو کہا۔ اس کی عمارت یروشلم میں، جس کو میں نے بنی اسرائیل کے سارے فرقوں سے اپنے لیے اختیار کیا ہے۔ اور میں اس میں اپنا ذکر ہمیشہ تک رکھوں گا۔ اور یہودی مذہب میں بہت سے حقوق کی پامالی اس حد تک کی ہوئی تھی، اور جاہل یہودیوں کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ اور ان کے عظیم مذہبی پیشواؤں نے ایسی فقہی روایات اور باتیں بیان کی ہیں۔ کہ جن میں اسرائیلی لوگوں

اور غیر اسرائیلی لوگوں کے درمیان[31] فرق انتہائی واضح تھا"

تالود میں تو اس حد تک بھی کہا ہے، کہ اگر ایک یہودی / اسرائیلی کے بیل کو کسی بھی غیر یہودی کا بیل نقصان پہنچا دے، تو یہودی / اسرائیلی پر تو کوئی جرمانہ لاگو نہیں ہو گا۔ جبکہ اگر غیر اسرائیلی کا بیل یہودی کے بیل کو نقصان پہنچا دے، تو اس پر جرمانہ لازم ہے۔ اور اسی طرح جب کوئی شخص کسی یہودی کی گری ہوئی شے کو دیکھے، تو اسے غور کرنا چاہیے کہ یہ گرد و پیش میں سے کس کی ہے؟ اگر تو پتا چلے کہ یہ اسرائیلیوں کی ہے تو اسے لازمی چاہیے وہ اعلان کرے۔ اور جب وہ چیز غیر اسرائیلیوں کی ہو۔ تو اس آدمی کو چاہیے کہ وہ بلا اعلان اپنے پاس رکھ لے۔ اور حقوق العباد کا نفاذ انتہائی ممکن تھا۔ اور یہی حال یہودی عدالتوں کا بھی تھا۔ کہ اس میں بھی دوسروں کے حقوق کو تلف کر لیا جاتا تھا۔ اس کے بارے میں ربی شمائیل کہتا ہے: اگر امتی اور اسرائیلیوں اپنا مقدمہ لے کر قاضی / حاکم کی طرف جائے، پھر قاضی / حاکم اگر یہودی قانون کے پیش نظر اگر آدمی اسرائیلی بھائی کو جتوا سکتا ہے کہ وہ یہودی کو بچالے۔ اور یہ بولے کہ یہ ہم لوگوں کا قانون ہے۔ اور جب وہ امتیوں کے قانون کے پیش نظر یہودی کو بچا سکتا ہے تو وہ یہودی کو بچالے، اور بولے کہ یہ تم لوگوں کا ہی قانون ہے۔ اور اگر یہ سب قانون اس کو بچا نہ سکیں تو اس کو چاہیے کہ وہ جس حیلے سے بھی اسرائیلی کو بھی بچا سکتا ہے۔ تو وہ اس کو اسی کے قانون کے مطابق بچائے۔ اور ربی شموائیل کہتا ہے: "کہ غیر یہودی کی ہر خطا سے نفع اٹھانا چاہیے۔" اور جب دیکھا جائے تو یہ بھی پتا چلتا ہے۔ کہ یہودیوں نے اپنے لیے وطن کو بنانے کے لیے بہت سے حقوق کو پامال کیا۔ اور یہی یہودی 300 برس قبل اس علاقے میں زبردستی داخل ہو گئے تھے۔ اور اس پر قابض بھی ہو گئے تھے۔ اور بائبل سے یہ بھی پتا چلتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے ان اقوام کو قتل کو مار کے ان کے ممالک پر قابض ہو گئے تھے۔ اور پھر وہ یہ دعویٰ بھی کیا ہے۔ کہ یہ ملک خداوند نے ان کے حصہ میں دیا ہے۔ اور یہودیوں کو یہ حق پہنچتا ہے۔ ان کے اصل باشندوں کو بے دخل کر کے اور ان کی نسل کشی کر کے ان پر قابض ہوں۔ لیکن جب انہوں نے ان تمام افراد کے حقوق کو پامال کیا۔ تو پھر آخر کار آٹھویں صدی قبلِ مسیح میں سیریا نے شمالی فلسطین پر اپنا قبضہ کر کے قلع قمع کر لیا۔ اور پھر ان کی جگہ دوسری قوموں کو آباد کر دیا۔ تو اس تاریخ سے یہ پتا چلتا ہے:

1. یہودی بے انصافی اور حق تلفی کر کے فلسطین پر قابض ہو گئے۔
2. اور پھر یہ لوگ شمالی فلسطین میں چار سے پانچ سو برس تک بسے رہے تھے۔
3. اور جنوبی فلسطین میں جو حق تلفیاں ہوئیں، تو اسی کی بدولت اس کے قیام کی مدت وہاں سب سے زیادہ آٹھ سو مدت تک رہی۔

اور اسی کے برعکس اسلام ایک عالمگیر اور بین الاقوامی دین ہے۔ اور جس مذہب میں خدا تعالیٰ کی ذات رب للعالمین، اس عظیم مذہب کے نبی رحمۃ للعالمین، اس کی مذہبی کتاب ذکر للعالمین ہے۔ اس مذہب میں اللہ رب العزت نے تمام انسانوں کے لیے یکساں حقوق فراہم کیے ہیں۔ اس مذہب میں کسی کے حقوق میں کسی بھی طرح کی زیادتی و نقصان نہیں کی گئی ہے۔ اور حقوق کے تحفظ کی واضح مثال

آپ ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع ہے:

"فخطب الناس،فقال:ان دمائکم [32]واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا،فی شھرکم ھذافی بلدکم ھذا،الاان کل شئ من امرالجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماءالجاھلیۃ موضوعۃ"

اس خطبے میں آپ ﷺ نے تمام حق تلفیاں جو معاشرے میں رائج تھیں۔ان کو مکمل طور کے لیے راسخ کر دیا۔اور مزید آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی بھی عربی کو کسی بھی عجمی پر اور کسی بھی عجمی کو کسی بھی عربی پر کوئی برتری نہیں۔کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری نہیں۔اور تم تمام اولاد آدم ہو۔اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے تھے۔اور کسی کو کسی پر رنگ و نسل کی یا کسی اور وجہ سے کوئی برتری نہیں۔برتری کا معیار صرف تقویٰ کے ساتھ ہی ہے۔

اسلام اور عیسائیت میں حقوق العباد کا تقابلی جائزہ:

ابتداء میں عیسائیوں نے بہت سے معاملات میں لوگوں کی بہت حق تلفیاں کی تھیں۔اور عیسائی مذہب میں یہ حکم بھی تھا۔کہ آباء واجداد کے تمام جرائم کی پاداش انہی کے بچوں کو پھر آگے کی تمام اولاد کو دی جاتی تھی۔عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے لوگوں کے ساتھ حقوق کی ادائیگی نے بہت زور دیا تھا۔اور عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو عفو در گزر کی بھی تعلیم دی تھی۔عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے:

"بہت مبارک ہوں،وہ جو دل کے مسکین ہیں،بردبار ہیں۔اور وہ لوگ جو راست بازی اور انصاف کے لالچی ہیں۔اور جو لوگ رحم دل ہیں۔جو لوگ پاک دل ہیں۔جو لوگ آپس میں محبت ڈلواتے ہیں"

اور اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی کو کتنی دفعہ معاف کروں؟جب وہ میرے حق میں کسی قسم کی کوتاہی کرے۔تو کہا گیا سات ہزار کے بھی ستر ہزار دفعہ تم معاف کرو۔پس آسماں کی بادشاہت اس بادشاہ کی طرح ہے۔کہ بادشاہ نے اپنے تمام نوکروں سے پڑتال لینا چاہی۔اس کے بادشاہ نے اسے ترس کھا کر چھوڑ دیا۔اور ان کو قرض معاف کر دیا۔اور کسی بھی بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کا دینار بھی نہ معاف کیا تھا۔اور اس کو جلادوں کے سپرد کر دیا۔جس وقت تک وہ اس کا قرض ادا نہ کرے،تو وہ اس کی قید میں ہی رہے گا۔اور میرا آسمان والا باپ بھی اسی طرح تم لوگوں کے ساتھ کرے گا۔جس طرح تم لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ کرو گے۔ بائبل میں بھی اولاد کی تربیت کے بارے میں مختلف حقوق بیان کیے ہیں۔لہذا عیسائیت میں اولاد کے ساتھ کس طرح کا سلوک روا رکھنا چاہیے؟اس کے بارے میں عیسائیت میں مختلف تعلیمات اور حقوق بیان کیے ہیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں:

- لڑکے کو ادب سکھانے کے لیے بالکل بھی کوتاہی سے کام نہ لو۔اور تو اس کو چھڑی سے مارے گا،اور اسے مارنے کی وجہ سے وہ گمراہی میں جانے سے بچ جائے گا۔

- عیسائیت میں ہے: اپنے لڑکے کی اس راہ سے تربیت کرو۔ کہ اسے جس بھی طرف جانا ہے۔ اور وہ پھر بوڑھا ہونے تک اس راہ سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔
- ہر طرح کی حماقت لڑکے کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن اگر تم اس کی تربیت کرو گے۔ تو تربیت کی چھڑی اسے دور کر دے گی۔
- عیسائیت میں ہمیشہ اولاد کی تربیت میں چھڑی کو ضروری ہی قرار دیا ہے۔ عیسائیت کے نزدیک جو لڑکا تربیت چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ جنم دینے والی ماں کو رسوا کر دیتا ہے۔
- عیسائیت میں کہا گیا ہے، کہ جو آدمی بھی چھڑی کو اپنی اولاد سے الگ رکھتا ہے۔ تو وہ اپنی اولاد کے ساتھ کینہ رکھتا ہے۔ اور اولاد سے محبت صرف وہی کرتا ہے، جو اولاد پر چھڑی کو ساتھ رکھتا ہے۔

مذہب عیسائیت میں یہ بات اولاد کی تربیت میں واضح ہوتی ہے۔ کہ ان کے ساتھ اکثر مقامات پر سزا اور آزمائش کے ساتھ ہی بچوں کی پرورش کرنے کی تاکید کی ہے۔ اور اولاد کے لیے ان کے والدین کا فرمانبردار رہنا لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ اور بچوں کو مار پیٹ کرنے اور سزا دینے کے متعلق تین قسم کی آراء بیان کی جاتی ہیں:

1. پہلی رائے اس گروہ کی ہے۔ جو بچوں پر تشدد کو حق سمجھ کر بچوں کے ساتھ بہت ہی خوفناک اور جارحانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اور اولاد کے ساتھ گھروں اور مجلسوں میں چھوٹی سی چھوٹی غلطی پر ان کو بہت بڑی سزا دیتے ہیں۔
2. بچوں کی جسمانی سزا کے متعلق دوسری آراء یہ ہے۔ کہ جو کہ بچوں کے لیے جسمانی سزا کو شجر ممنوعہ کی طرح ہی سمجھتے ہیں۔ اور بچے نادان ہوتے ہیں۔ تو ان کی تربیت کرنا ان کے والدین کا بنیادی حق ہے۔
3. اور پھر بچوں کی جسمانی آزمائش کے بارے میں تیسرا طبقہ انتہائی معتدل ہے۔ وہ کہتے ہیں: بچوں کو بعض معاملات میں سزا بھی دینی چاہیے۔ لیکن وہ سزا دینے کے اختیار کو بہت بعد میں استعمال کرتے ہیں۔

اس کے برعکس بچے کسی بھی قوم کا معمار ہوتے ہیں۔ اسلام بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں اپنا مکمل کردار فراہم کرتا ہے۔ اور بچوں کو اسلام نے تمام حقوق فراہم کیے ہیں۔ اور ان کے حقوق کا مکمل تحفظ فرمایا ہے۔ اسلام نے بچوں کے ساتھ بہت ہی مشفقانہ رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ اسلام نے ظاہر ہو کر بچوں کو جو حقوق فراہم کیے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ انسانی جان کا حق:

قبل از اسلام لوگ اپنی بچوں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ اسلام نے آکر اس قبیح رسم کو ختم کیا۔ اور ارشاد فرمایا:

"وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ"[33]

اسلام نے تمام انسانیت کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ زندگی ہر انسان کا حق ہے۔ تم فقر و فاقہ کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کر ڈالنا۔ اس لیے کہ

تمہاری اولاد کو اور تمہیں اللہ پاک ہی روزی عطا کرتے ہیں۔

2۔نسب کا حق:

کسی بھی بچے کا نسب اس کا اولین اور بنیادی حق ہوتا ہے۔ یہ حق بچے کے والدین کا بھی حق ہے۔ بچے کے والد کا حق یہ ہے، اس کو چاہیے کہ وہ اس کو اچھی تعلیم اور تربیت فراہم کرے۔اور والد کو اس کی اولاد کی سرپرستی اور نسب کا بھی حق حاصل ہے۔اور اگر والد فوت ہو جائے، تو وارثوں میں اس کی اولاد اس کے ترکہ میں سے والد کی وراثت کی حقدار ہوتی ہے۔اور اسی طرح ماں کے لیے نسب کا ہونا جائز ہے۔اور اس کیلیے اللہ پاک نسب کی حفاظت کو قرآن کریم میں اس طریقے سے نقل کیا گیا ہے:

" اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ "[34]

اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"من ادعی الی غیر ابیہ ،وھو یعلم انہ غیر ابیہ ،فالجنۃ علیہ حرام"[35]

3۔شفقت ورحمت کا حق:

اسلام نے ہمیشہ بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کا حکم دیا ہے۔ بچوں پر رحمت کی مزید تائید واضح طور پر حدیث مبارکہ میں بھی روایت کی گئی ہے۔حدیث مبارکہ ہے:

"قبل رسول اللہ ﷺالحسن بن علی وعندہ اقرع بن حابس التیمی جالساً،فقال الاقرع:ان لی عشرۃ من الولد،ما قبلت منہ احداً،فنظر الیہ رسول اللہ ﷺ،ثم قال:من لا یرحم لا یرحم"[36]

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا بحث میں تینوں مذاہب میں حقوق العباد کے تصورات کو بیان کر کے ان کا اسلام کے ساتھ تقابل پیش کیا گیا ہے۔اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ ہر ایک مذہب نے اپنے لیے جو اصول و قوانین بنائے ہیں، کیا وہ واقعی حقوق کی پاسداری کر رہے ہیں؟اور کن مذاہب میں حقوق کی پامالی ہو رہی ہے ؟ جبکہ جو حقوق اسلام نے بیان کیے ہیں،وہ تو حقوق العباد کی اعلیٰ مثال ہیں۔اور ان میں خطبہ حجۃ الوداع دو تہائی حصہ حقوق پر ہی مشتمل ہے۔کیونکہ اس خطبہ میں:اجتماعیات(اخوت، حرمت نفس کا حق، عزت ومال کے حقوق،امانت کی پاسداری کا حق، قرض کی ادائیگی کا حق، عورتوں۔غلاموں اور بوڑھوں سے حسن سلوک کے حقوق، شوہر کی اطاعت کا حق،اور نسب کی حفاظت کا حق)واضح کیا گیا ہے۔دینیات و معاملات واخلاقیات(اس میں بھی بلاوجہ جھگڑے سے پرہیز،ممانعت قتل،زنا،چوری، مسلمانوں کی خیر خواہی،امیر کی اطاعت کا حق)وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔اور اس خطبہ کے نافذ ہوتے ہی تمام انسانیت اپنے حقوق کو حاصل کرنے پر کامیاب ہو گئی۔اور اس میں یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ اسلام نے کسی پر بھی زورو زبردستی نہیں کی۔اسلام نے

آزادی کے حق کا خاص طور پر خیال رکھا ہے۔ اور حقوق کا تصور انسانی فطرت اور ضرورت کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا اس مقالے کا پورا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان (مرد، عورت، بچہ، بوڑھا، والدین، رشتہ دار، اولاد، ہمسایہ) کو اسلام نے حقوق و فرائض کے حوالے سے جو اعلیٰ مقام دیا ہے۔ وہ دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں ہے۔ اور جب پورے معاشرے میں حقوق العباد کا نفاذ ہو گا۔ تب ہی معاشرہ امن و چین کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

@ 2023 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

[1] الفیروزآبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دارالاحیاء التراث العربی، 1417ھ، ج3، ص228۔

[2] الشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع، بمحاسن من بعد القرن السابع، ج1، ص153۔

[3] ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر (1373ء)، تفسیر ابن کثیر، لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2011ء، ج2، ص140۔

[4] التلمسانی، احمد بن محمد (471ھ) د، نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، بیروت: دار صادر، 1968ء، ج1، ص428۔

[5] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، الریاض: دار العالم الکتب، 1423ھ، ج6، ص435۔

[6] الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم للملایین، 1376ھ، ج1، ص144۔

[7] ابن القیم الجوزی، محمد بن ابی بکر، مفتاح دار السعادۃ و منشور ولایۃ العلم والارادۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ص430۔

[8] محمد متین خالد، حقوق انسانی کی آڑ میں، لاہور: علم و عرفان پبلیشرز، 2003ء، ص34۔

[9] سورۃ الحجرات، الآیۃ: 11۔

[10] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، کتاب المناسک، باب صفۃ حجہ النبی ﷺ، رقم 1905۔

[11] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر الازدی السجستانی، سنن ابو داؤد، کتاب المناسک، باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ، رقم: 1905۔

[12] محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، باب الامارۃ والقضاء، ح321۔

[13] محمد متین خالد، حقوق انسانی کی آڑ میں، لاہور: علم و عرفان پبلیشرز، 2003، ص30۔

[14] محمد متین خالد، حقوق انسانی کی آڑ میں، لاہور: علم و عرفان پبلیشرز، 2003، ص21۔

[15] کتاب پیدائش، 1:27۔

[16] کتاب پیدائش، 9:6۔

[17] کتاب الخروج، 20: 12۔

[18] کتاب الخروج،13: 20۔

[19] کتاب الخروج،14: 20۔

[20] کتاب الخروج،14: 20۔

[21] https://ur.wikipedia.org/wiki/٪

[22] کتاب الاستثناء،17:6 -7۔

[23] کتاب الخروج،20:16۔

[24] کتاب الاستثناء،20: 5۔

[25] مرقس،10: 25۔

[26] مرقس۔13: 9۔

[27] انجیل لوقا،9: 1۔

[28] شیخ احمد دیدات، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، دہلی: کلاسک پرنٹرس،2012ء، ص154۔

[29] انجیل متیٰ۔

[30] سلاطین، باب13، کیفیت:2۔

[31] کتاب الاستثناء،،1:2، 31۔

[32] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ، رقم:1905۔

[33] سورۃ بنی اسرائیل، الآیۃ:31۔

[34] سورۃ الاحزاب، الآیۃ:5۔

[35] ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی، رقم6385۔

[36] ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد، رقم:5651۔